ماہر ہو وہی مقدمات جیت لیتے ہیں۔اس طرح حقداروں کو حق کے بجائے سزائیں نصیب میں آتی ہیں۔بہت سے مقدمات ناقابل برداشت طوالت اور ناقابل برداشت معاشی مسائل کی بنا پر چھوڑ دیا جاتا ہے۔

مہاراجہ گلاب سنگھ کی عدالت سے ایک روپیہ فیس پر دعوی ساعت ہوتا تھا اور فیصلہ بھی قطعی اور انصاف پر مبنی ہوتا تھا آج کل کی طرح اپیلوں اور نظر ثانی وثالث کی قطعی گنجائش نہ تھی جسے لارڈ میکالے نے رواج دیا ہے۔اس سستے اور سریع انصاف کا شہرہ عام تھا اور رعایا اس کے انصاف کے مداح تھے۔

مہاراجہ ہر طبقے کے لوگوں کے ساتھ بے تکلفانہ اور مشفقانہ رویہ رکھتے تھے'اس لیے رعایا بلاخوف وخطر ان کے دربار میں پہنچ کر اپنا مدعا پیش کرتے تھے' دوردراز سے آنے والے انصاف کے طالبین کے لیے قیام وطعام کا سرکاری انتظام ہوتا تھا۔یہی وجہ تھی کہ رعایا ان پر مرمٹنے کے لیے تیار رہتے تھے۔صلح کے زمانے میں وہ ہمیشہ سے انتہائی رحمدل واقع ہوئے۔یہ تو دنیا کا دستور ہے کہ جو شخص غربت سے مالدار بنے ہوں یا معمولی حیثیت سے بڑے درجے تک پہنچے ہوں' ان کے اندر رعونت اور کبریائی عود کر آتی ہے' مگر وہ ان عیوب سے بالکل پاک تھے۔

Darow jo نے مہاراجہ گلاب سنگھ کی تعریف اس انداز سے کی ہے کہ ان کی طرح عدل وانصاف اور مساوات کا پیکر حکمران اہل کتاب کی تاریخ میں خال خال ہی ملتی ہے۔

مہاراجہ رنبیر سنگھ:

میاں گلاب سنگھ کی وفات کے بعد اس کا جواں سال دلاور بیٹا رنبیر سنگھ گدی نشین ہوا۔سریر آرائے حکومت ہوتے ہی کئی اصلاحات ملک میں رائج کیں۔اس نے سال کا کچھ حصہ سکردو میں رہنے کا فیصلہ کیا۔مہاراجہ گویا جون نصف آخر اور اگست کے نصف اول تک سکردو کو پایہ تخت تصور کرتے تھے کیونکہ یہ موسم خوبانی کی فصل پکنے کا تھا بلتستان کی خوبانی شہتوت اور سیب انہیں بہت بھلے لگتے تھے۔اس نے سکردو بالا کے وسط میں دریائے سندھ کے کنارے قدرے اونچی ڈھلوان کو اپنا دفتر مقرر کرلیا۔محافظ خانہ تعمیر کروایا۔ وہ یہاں سے دریائے سندھ کا پرلطف نظارہ کرسکتا تھا۔جو کہ آج کل ''کھرفوچو'' کے نام سے موسوم اور مشہور ہے،مگر ویران ہے۔

آج جس مقام کا نام حمید گڑھ ہے قیام پاکستان سے قبل اسی مہاراجہ کے نام پر رنبیر گڑھ کے نام سے موسوم تھا۔ان کے دور حکومت میں معتمد خاص نواب گورنر جنرل بہادر تھا یہ معتمد خاص ایک انگریز وکیل آفیسر کی سپیشل ڈیوٹی کشمیر میں تعینات کرتا تھا۔یہیں سے ریزیڈنسی کی داغ بیل پڑ گئی۔ان کے عہد حکومت میں مختلف شعبہ ہائے حکومت میں انگریزوں کے عمل دخل شروع ہوگئے۔ (جاری ہے)

وقت زندگی ہے قسط : 2

وقت کی قدر کیجیے

محمد شریف بلغاری

سست روی اور لذت کی طرف مائل ہونے کے تین اسباب ہیں:

پہلا: جلد پوری ہونے والی خواہش کا نظر آنا: اس لئے کہ پسندیدہ چیز کا نظر آنا انسان کو اس کے برے انجام سے بچنے کے اسباب سے غافل کرتا ہے، کیونکہ خواہشات کی آنکھ اندھی ہوتی ہے۔

دوسرا: توبہ کرنے میں تاخیر کرنا: اگر انسانی عقل حاضر ہوتا تو تاخیر کی آفتوں سے بچ جاتا۔ کیونکہ عین ممکن ہے توبہ کرنے سے پہلے موت واقع ہو جائے۔

تیسرا: رحمت ربانی کی غلط امید کرنا: گنہگار کہتا ہے میرا رب مہربان ہے، اور یہ بھول جاتا ہے کہ وہ سخت سزا بھی دینے والا ہے۔

قُل لِلمفرطِ يستعِدّ ... ما مِن وُرودِ الموت بُدّ
کہو باغی سے کیوں تیاری نہ ہو گی ... کہ بندش ہلاکت پہ طاری نہ ہو گی
قد أخلقَ الدهرُ الشبابَ ... و ما مضى لا يُستَرَدّ
جوانی جو چھینی ہے مہلت نے تجھ سے ... جو چاہے تو کر لے بحالی نہ ہو گی
أو ما يخاف أخو المعاصي ... من لهُ بطشُ الأشد
شدید ہے پکڑ اس کی روز قیامت ... گنہگار کو جس سے رہائی نہ ہو گی
يوماً يُعاينُ موقفاً ... فيهِ خُطوبٌ لا تُحَدّ
یقیناً ہو گا سامنا تجھ کو اس دن ... یہ ہولنا کیوں سے جدائی نہ ہو گی
فالامَ يشتغلُ الفتى ... في لهوهِ و الأمرُ جِدّ
کہاں تک تو غرق معاصی رہے گا ... کہ لہو و لعب میں بھلائی نہ ہو گی

(ترجمہ: ابو محمد عبدالوہاب خان)

نوجوان جو اللہ کی عبادت میں پلا اور بڑھا:

عن أبي هريرةؓ قال قال رسول الله ﷺ "سبعة يظلهم الله في ظله يوم لا ظل إلا ظله: إمام عادل، وشاب نشأ في عبادة الله، ورجل قلبه معلق بالمساجد، و رجلان تحابا في الله اجتمعا عليه وتفرقا عليه،

ورجل دعـتـه امرأة ذات منصب وجمال فقال إني أخاف الله ، ورجل تصدق بصدقة فأخفاها حتى لا تعلم شماله ما تنفق يمينه و رجل ذكر الله خالياً فـفـاضت عيناه" (متفق علیہ)

''ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: سات خوش نصیب لوگوں کو اللہ تعالیٰ عرش کا سایہ عطا کرے گا جس دن عرش الٰہی کے سایہ کے علاوہ اور کوئی سایہ نہیں ہوگا: (۱) انصاف پرور حکمران (۲) اللہ تعالیٰ کی بندگی میں نشو ونما پانے والا جوان (۳) مساجد کے ساتھ دل معلق رکھنے والا آدمی (۴) اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے باہم محبت رکھنے والے دو شخص جو رضائے الٰہی کے لئے باہم ملاقات کرتے اور اسی پر جدا ہوتے ہیں (۵) وہ آدمی جسے حسن و جمال اور منصب والی عورت دعوتِ زنا دیتی ہے تو کہتا ہے میں اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہوں (۶) وہ شخص جو اللہ کی رضا کے لئے اتنا پوشیدہ صدقہ کرتا ہے کہ اس کا دایاں ہاتھ جو خرچ کرتا ہے' بائیں ہاتھ کو پتہ نہیں چلتا (۷) اور وہ شخص جو تنہائی میں اللہ کا ذکر کرتا ہے تو اس کی آنکھوں سے آنسو بہہ نکلتے ہیں۔''

پیارے بھائی! کیا آپ نہیں چاہتے کہ میدان محشر میں اللہ تعالیٰ آپ پر اپنا سایہ کرے؟ کیا آپ اپنا نامۂ اعمال دائیں ہاتھ میں لینا نہیں چاہتے؟ اور خوشی و مسرت سے کہنا نہیں چاہتے: ﴿هاؤم اقرء وا كتابيه ۞ إنى ظننت أنى ملاق حسابيه ۞﴾ (الحاقۃ/۱۹، ۲۰) ''لو! میرا نامۂ اعمال پڑھو، مجھے تو کامل یقین تھا کہ مجھے اپنا حساب ملنا ہے۔'' کیا انبیاء ورسولوں سے جنت عدن میں ملنا نہیں چاہتے؟ کیا حسن و جمال میں کمال حور عین سے مستفید ہونا نہیں چاہتے؟ کیا اللہ تعالیٰ کا دیدار کرنا نہیں چاہتے؟ ﴿وجوه يومئذ ناضرة ۞ إلى ربها ناظرة ۞﴾ (القیامۃ/۲۲، ۲۳) ''اس روز بہت سے چہرے ترو تازہ اور بارونق ہوں گے، اپنے رب کی طرف دیکھتے ہوں گے۔'' کیا نہ ختم ہونے والی نعمتیں اور آنکھوں کی ٹھنڈک نہیں چاہتے؟ اگر چاہتے ہیں تو:

شَـمِّـر عَسَـىٰ أن تـنـفَعَ التّشميرُ — انـظُـر بـفـكـرِكَ مـا إليـه تَصيرُ
ہو آمادہ تجھ کو فوائد ملیں گے — تفکر کرو تم کہاں جا رہے ہو
طـوّلـتَ آمـالاً تَـكـنُـفُـهـا الهَوىٰ — وَ نسيتَ أنّ الـعُـمرَ مِنكَ قَصيرُ
امیدیں ہیں لمبی ہوا و ہوس میں — فراموش نہ کر عمر کم پا رہے ہو

اس جوان کی طرح ہو جایئے جس کا واقعہ بکر العابد نے بیان کیا ہے: ''شام کے باسیوں میں سے ایک نوخیز جوان نے عبادت واجتہاد میں حد کر دی تو اس کی والدہ نے کہا: بیٹے اپنے ہم عمروں کے ساتھ کھیل کود کیوں نہیں کرتے؟ اس اطاعت شعار جوان نے ماں سے کہا: ''اے پیاری ماں! کاش کہ میری ولادت سے آپ بانجھ ہوتیں، کاش! اے ماں آپ مجھے نہ ہی جنتی، اس لئے کہ تیرے بیٹے کو قبر میں لمبی مدت ٹھہرنا ہے اور میدانِ قیامت میں ہولناک موقف کا سامنا کرنا ہے۔'' والدہ نے بیٹے سے کہا: اے بیٹے! اگر مجھے تیرے بچپنے سے بڑے ہونے تک کا علم نہ ہوتا تو تیری اس حالت پر میں یہی گمان کرتی کہ تو نے کسی ہلاکت خیز بدعت کی داغ بیل

ڈالی ہے، یا کوئی جان لیوا گناہ کا ارتکاب کیا ہے؟ بیٹے نے جواب دیا: [illegible] میری ماں! مجھے یہ ڈر ہے کہ اللہ تعالیٰ روزِ قیامت میرے کسی گناہ پر ناراض ہو کر کہے کہ جاؤ میں تجھے نہیں بخشتا [illegible]

پہلے دور کے نوجوان اللہ تعالیٰ کی کثرت سے بندگی کرنے والے، عبادت کے قبول نہ ہونے کا غم کھانے والے تھے، مگر اس دور کے نوجوان اللہ کے حقوق میں غفلت برتنے والے [illegible] ہیں، مگر ان تمام کوتاہیوں کے باوجود روزِ قیامت نجات کی آس لگائے بیٹھے ہیں۔

نبوی وصیت: عن ابن عباس [illegible] عن النبی ﷺ انہ قال: اغتنم خمسا قبل خمس: **شبابک قبل هرمک وصحتک قبل سقمک** وغناک قبل فقرک وفراغک قبل شغلک **وحیاتک قبل موتک**'' ''عبداللہ بن عباس سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: [illegible] سے پہلے پانچ چیزوں کو غنیمت جان لو، جوانی کو بڑھاپا آنے سے پہلے، صحت کو بیماری سے پہلے، مالداری کو محتاجی سے پہلے، فراغت کو مصروفیت سے پہلے، زندگی کو موت آنے سے پہلے۔'' (رواہ الحاکم [illegible] وصححہ الالبانی [illegible])

[illegible] خوفا وطمعا إن رحمت اللہ قریب من المحسنین [illegible] الرحمن [illegible] مغفرت [illegible] رحمت [illegible] اور اپنے رب کی رحمت سے [illegible] قریب [illegible]

اغتنم خمسا قبل خمس

غنیمت ہے صحت علالت سے پہلے — [illegible] سے پہلے
جوانی بڑھاپے کی زحمت سے پہلے — [illegible] سے پہلے
فقیری سے پہلے غنیمت ہے دولت — [illegible]

([illegible])

اسلام اور نفس کا حصہ:

پیارے جوان: دین پر استقامت کے تصور سے کوئی یہ گمان نہ کرے کہ اب ہم زندگی کی رعنائیوں سے استفادہ نہیں کر سکیں گے، مسکراہٹوں سے محروم ہونا پڑے گا، ظرافت ومزاح سے ہاتھ دھونا پڑے گا اور نفسانی شہوت سے دور رہنا پڑے گا۔ جو ایسا سوچتا ہے وہ بہت بڑی غلطی پر ہے۔ اسلام ایسا کرنے سے بالکل نہیں روکتا، بلکہ شریعت نے ایسے امور کو حدود وقیود کے ساتھ ایک معتدل ضابطہ عطا کر دیا ہے تاکہ انسان اپنے ہی نفس اور خواہشات کا غلام بن کر نہ رہ جائے۔ زندگی کی بہت سی آسودگیاں اور فائدے ایسے ہیں جن کی اسلام نے ترغیب دی ہے، مثلاً:

۱۔ نکاح کرنا: اسلام نے اس کی ترغیب دی ہے، ضبط شہوت کے لیے اسے ذریعہ بنایا ہے۔ میاں بیوی کے درمیان الفت ومودت کا ذریعہ بنایا ہے۔ جیسے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿ ومن اٰیاته أن خلق لكم من أنفسكم أزواجا لتسكنوا اليها وجعل بينكم مودة و رحمة ان في ذلك لأيات لقوم يتفكرون ۝ ﴾ (الروم: ۲۱) ''اور اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں سے یہ بھی ہے کہ تمہاری ہی جنس سے بیویاں پیدا کیں تاکہ تم ان سے سکون حاصل کرو، اس نے تمہارے درمیان محبت اور ہمدردی قائم کر دی۔ یقیناً غور وفکر کرنے والوں کے لیے اس میں بہت سی نشانیاں ہیں۔''

جوانوں میں قوت شہوت نسبتاً زیادہ ہونے کی وجہ سے رسول اللہ ﷺ نے خاص طور پر نوجوانوں کو شادی کرنے کا حکم دیا: ''يا معشر الشباب من استطاع منكم الباءة فليتزوج فانّه أغضُّ للبصرِ وأحصنُ للفرجِ، ومَن لم يستطعْ فعليه بالصومِ فانّهُ لهُ وِجاءٌ'' (متفق علیه) ''اے جوانو! تم میں سے جو شادی کی قدرت رکھے اسے چاہیے کہ وہ شادی کر لے۔ اس لئے کہ یہ نگاہیں نیچی رکھنے اور شرمگاہ کی حفاظت کرنے کا ذریعہ ہے، اور جو شادی کی طاقت نہ رکھے تو (نفلی) روزے رکھ لیا کرے۔ یہ اسے شہوت کی شدت سے محفوظ رکھنے کی ڈھال ہے۔''

شادی کرنے میں بڑے فوائد ہیں:

۱۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں شادی کا جو حکم دیا ہے اس کی عملی تنفیذ ہوتی ہے۔

۲۔ تمام رسولوں اور نبیوں خاص کر ہمارے نبی ﷺ کی سنت پر عمل ہو جاتا ہے۔

۳۔ شادی کے ذریعے میاں بیوی کے درمیان الفت ومحبت اور تعاون قائم ہو جاتا ہے۔

۴۔ شادی کے ذریعے گھروں اور خاندانوں میں تعارف و بھائی بندی قائم ہوتی ہے۔

۵۔ شادی کے ذریعے حسب ونسب کی حفاظت ہوتی ہے۔

۶۔ اس کے ذریعے شرمگاہ کی حفاظت اور شہوت پر کنٹرول ہوتا ہے اور باہم زیادتی سے بچ جاتے ہیں۔